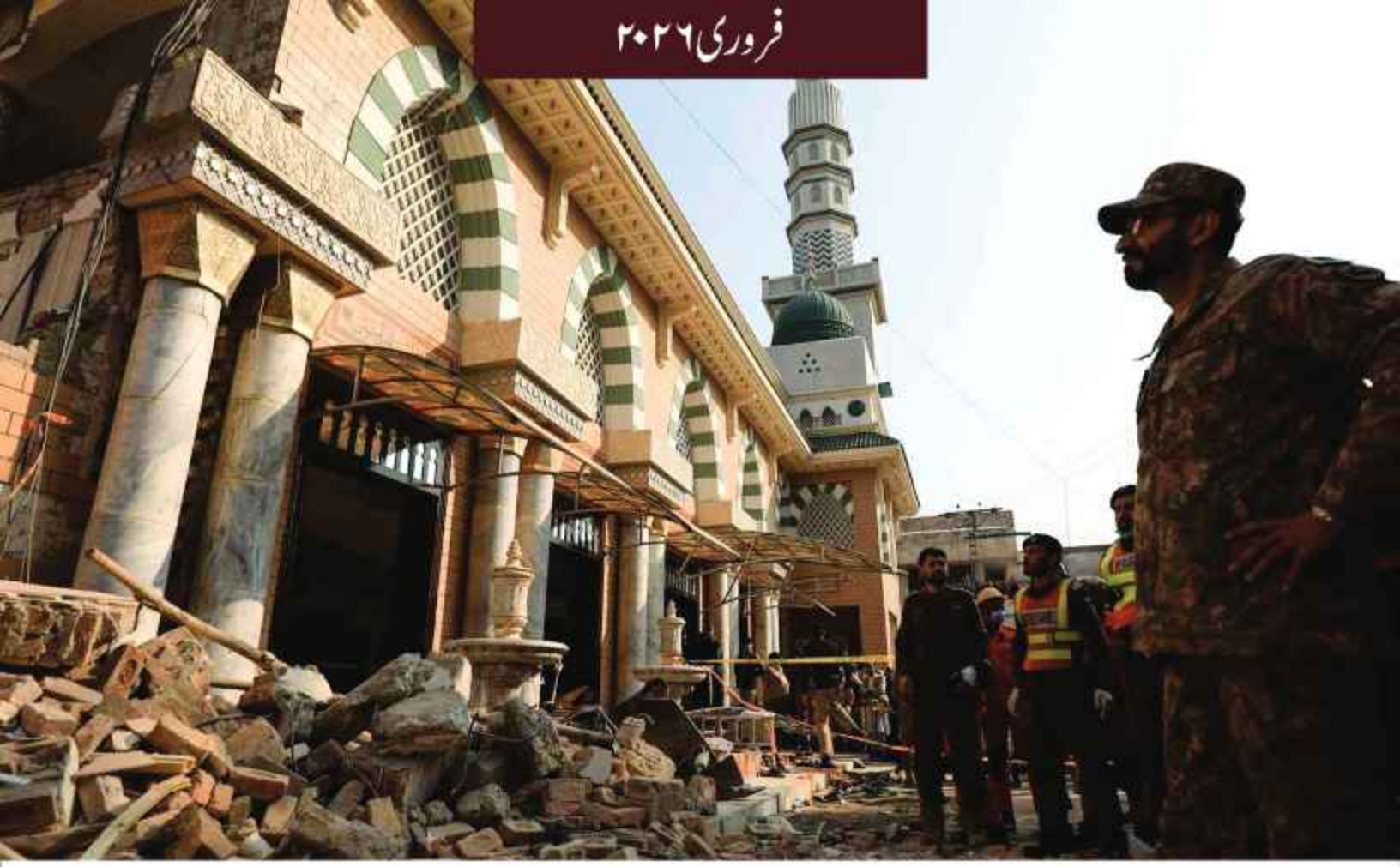
سال 2025 اور بڑھتی دہشتگردی

محمود زکریا
(مصنف، کالم نگار ہیں اور پی ایچ ڈی ڈاکٹر ہیں)





وطن عزیز دہشتگردی کے ناسور کے خلاف کئی دہائیوں سے جنگ جاری رکھے ہوئے ہے۔ دہشتگرد نہ صرف انسانیت کے دشمن ہیں بلکہ تعلیم، ترقی، تجارت اور خوشحالی کے بھی دشمن ہیں۔ کسی بے گناہ کا قتل نہ تو بہادری ہے اور نہ ہی اسلام کی خدمت۔ اسلام امن کا دین ہے اور اس دین کی اشاعت بھی نہایت پر حکمت اور پر امن طریقہ سے ممکن ہوئی۔ بندوق کے زور پر کسی دوسرے گروہ پر انتہا پسندانہ عقائد کا نفاذ کسی صورت بھی قابل ستائش نہیں۔ اسلام کی اپنی مرضی کے مطابق تشریح وترویج اور کسی اسلامی ریاست میں فساد برپا کرنا کہیں بھی اسلامی عقائد میں موجود نہیں ہے۔ دہشتگردی کسی بھی معاشرے اور ریاست کیلئے ناقابل بیان صورتحال ہے۔ جس کا براہ راست اثر معاشی شرح نمو پر پڑتا ہے، سرمایہ کاری میں کمی واقع ہوتی ہے اور ملک افراتفری کا شکار ہو جاتا ہے۔ حالیہ دہشتگردی کی لہر کے بھی شاید یہی اہداف ہیں کہ کسی صورت عوام میں ڈر اور خوف کی کیفیت پیدا کر کے اپنے نظریات کا پرچار کیا جا سکے اور وطن عزیز کی سلامتی کو کاری ضرب پہنچائی جا سکے۔ پاکستان کے عوام اور ادارے پوری طرح صورتحال سے آگاہ ہیں اور سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح متحد ہو کر دہشتگردوں اور ان کے آقاؤں کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ آیئے تجزیہ کرتے ہیں کہ سال 2025 میں دہشتگردی کی کارروائیوں میں کتنا اضافہ ہوا، بنیادی عوامل کیا ہیں اور کس طرح ان بزدلانہ کارروائیوں پر قابو پایا جا سکتا ہے۔

سال 2025 پاکستان کی تاریخ میں ایک ایسے سیاہ باب کے طور پر درج ہو چکا ہے جس نے نہ صرف سیکیورٹی کے دعووں کو چیلنج کیا بلکہ ریاست اور عوام دونوں کو ایک بار پھر اس تلخ حقیقت سے آشنا کر دیا کہ دہشت گردی کا عفریت مکمل طور پر ختم نہیں ہوا۔ دہشت گردی سے متعلق

جنگی ہلاکتوں میں 74 فیصد اضافہ اس بات کا ثبوت ہے کہ ملک ایک بار پھر تشدد کے ایسے دائرے میں داخل ہو چکا ہے جس سے نکلنے کے لیے محض عسکری طاقت کافی نہیں۔

پاکستان انسٹیٹیوٹ فار کنفلکٹ اینڈ سیکیورٹی سٹڈیز کی حالیہ رپورٹ کے مطابق 2025 کا یہ سال 2015 کے بعد شدت پسندوں کے لیے، 2011 کے بعد سیکیورٹی فورسز کے لیے، اور ایک دہائی میں عام شہریوں کے لیے سب سے مہلک سال ثابت ہوا۔ رپورٹ کے مطابق 2025 میں شدت پسند حملوں کی تعداد بھی 2014 کے بعد سب سے زیادہ رہی۔ خودکش حملوں اور چھوٹے ڈرونز کے استعمال میں بھی واضح اضافہ دیکھا گیا۔ سرکاری اعداد و شمار کے مطابق اس سال ملک بھر میں 67 ہزار سے زائد انٹیلی جنس بیسڈ آپریشنز یعنی آئی بی او کیے گئے۔

2025 میں تشدد کی شدت نے خاص طور پر خیبر پختونخوا اور بلوچستان کو اپنی لپیٹ میں لیے رکھا۔ یہ وہ علاقے ہیں جو جغرافیائی طور پر حساس، معاشی طور پر محروم اور تاریخی طور پر ریاستی کمزوریوں کا شکار رہے ہیں۔ انہی خلاؤں میں شدت پسند نظریات نے دوبارہ سانس لی۔ بارڈر علاقوں میں بڑھتی ہوئی جھڑپیں اور منظم حملے اس بات کا اشارہ تھے کہ عسکریت پسند گروہ نہ صرف فعال ہیں بلکہ پہلے سے زیادہ منظم اور پُراعتماد دکھائی دیتے ہیں۔ یہ گروہ نہ صرف سیکیورٹی فورسز کو نشانہ بنا رہا ہے بلکہ عوامی مقامات، عدالتوں، تعلیمی اداروں، بازاروں اور دیگر حساس علاقوں پر خودکش حملے کر رہا ہے۔ سال 2025 میں سیکیورٹی فورسز کے اہلکاروں کی ہلاکتیں بھی سب سے زیادہ رپورٹ کی گئیں۔ یعنی 667 جو 2011 کے بعد کا بلند ترین سال ہے۔ یہ رجحان اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ عسکریت پسند گروہ اب زیادہ منظم، زیادہ مسلح، اور زیادہ جارحانہ ہو چکے ہیں۔ سیکیورٹی فورسز کی قربانیاں غیر معمولی حد تک بڑھیں، جو ایک دہائی بعد کی بلند ترین سطح تھیں۔ چیک پوسٹوں پر حملے، گشت کرنے والے دستوں کو نشانہ بنانا اور براہ راست مقابلے اس امر کی نشاندہی کرتے ہیں کہ دہشت گرد اب دفاعی پوزیشن میں نہیں رہے۔ یہ صورتحال ریاست کے لیے ایک سنجیدہ لمحہ فکریہ ہے کیونکہ یہ مخدوش صورتحال سوال اٹھا رہی ہے کہ آیا دہشت گردی کے خلاف حاصل کی گئی کامیابیاں عارضی تھیں یا مستقل۔

حملوں کی نوعیت میں بھی ایک واضح تبدیلی دیکھی گئی۔ خودکش دھماکوں کے ساتھ ساتھ بارودی سرنگوں، ریموٹ کنٹرول دھماکوں اور منظم فائرنگ کے واقعات میں اضافہ ہوا۔ یہ سب اس بات کی علامت ہیں کہ دہشت گرد نیٹ ورکس کو نہ صرف وسائل حاصل ہیں بلکہ انہیں تربیت، منصوبہ بندی اور یقینی طور پر سرحد پار سہولت کاری بھی میسر ہے۔ افغانستان کی بدلتی ہوئی صورتحال اور خطے میں سفارتی تناؤ نے اس خطرے کو مزید پیچیدہ بنا دیا۔ بین الاقوامی سطح پر 2025 نے پاکستان کے امیج کو ایک بار پھر ایک غیر محفوظ ملک کے طور پر نمایاں کیا ہے۔ عالمی دہشت گردی انڈیکس میں پاکستان کا اوپر آنا محض ایک درجہ بندی نہیں بلکہ عالمی اعتماد کے لیے ایک وارننگ ہے۔ اس کا اثر براہ راست سرمایہ

کاری، سیاحت، معاشی استحکام اور سفارتی تعلقات پر پڑتا ہے، جس کی قیمت بالآخر عام پاکستانی ادا کرتا ہے۔

2025 میں 1,063 سے زیادہ دہشت گرد حملوں کو ریکارڈ کیا گیا، جو 2014 کے بعد سب سے زیادہ ہے۔ یہ اضافہ صرف ایک عددی فرق نہیں بلکہ ایک بڑے سیکیورٹی چیلنج کا عکاس ہے جو معاشی، معاشرتی، سیاسی اور جغرافیائی سطح پر ملک کو متاثر کر رہا ہے۔ TTP جیسے گروہوں نے 2025 میں حملوں کی تعداد میں اضافہ کیا۔ درحقیقت، گلوبل ٹیررازم انڈیکس 2025 کے مطابق پاکستان دہشت گردی سے متاثر



ممالک میں دوسرے نمبر پر آ گیا ہے، جہاں دہشت گردی سے ہلاکتوں میں گزشتہ سال کے مقابلے میں 45 فیصد اضافہ ریکارڈ ہوا۔ یہ ہلاکتیں درج ذیل گروپوں میں تقسیم ہوئی ہیں: دہشت گرد: 2,138، سیکیورٹی فورسز کے اہلکار: 667، عام شہری: 580، پروگورنمنٹ پرامن کمیٹیوں کے ارکان: 28۔

سکیورٹی حکام کا کہنا ہے کہ اتنی بڑی تعداد میں آئی بی او، مسلح گروہوں اور شدت پسند تنظیموں کے خلاف ایک وسیع تر اور پہلے کی نسبت سخت مہم کی عکاسی کرتا ہے۔ تجزیہ کاروں کے مطابق یہ اس بات کی نشاندہی بھی ہے کہ شدت پسندی ایک بار پھر گہری جڑیں پکڑ چکی ہے۔ اس سال ہونے والے پرتشدد واقعات اور دہشتگردی کے حملوں کی ایک اور نمایاں بات یہ ہے کہ یہ حملے کہاں ہو رہے تھے۔ خودکش حملوں سے لے کر

ٹارگٹ کلنگ تک، شدت پسندوں نے اپنی پہنچ اور اہداف دونوں بڑھائے۔ حالیہ برسوں میں پاکستان میں شدت پسندوں کی کارروائیاں زیادہ تر سرحدی اور دور دراز علاقوں تک محدود تھیں، خاص طور پر خیبر پختونخوا اور بلوچستان کے کچھ حصوں میں۔ لیکن 2025 میں شدت پسندوں نے شہروں اور ہائی سکیورٹی مقامات پر بھی حملے کیے۔ اب وہ ایسے مقامات کو نشانہ بنا رہے ہیں جو پہلے نسبتاً محفوظ سمجھے جاتے تھے۔

نومبر میں اسلام آباد کے جوڈیشل کمپلیکس پر ہونے والا خودکش حملہ اس کی ایک مثال ہے۔ اسلام آباد کو ملک کے محفوظ ترین شہروں میں شمار کیا جاتا ہے۔ سکیورٹی تجزیہ کاروں کے مطابق اب خطرے کی نوعیت بھی بدل چکی ہے۔ شدت پسند گروہ اب نئے قسم کے ہتھیار استعمال کر رہے ہیں۔ 2021 کے بعد ہم نے امریکی اور نیٹو ہتھیاروں کو ان تنظیموں کے ہاتھ لگتے دیکھا۔ لیکن اب ایسے ہتھیار اور سسٹمز سامنے آ رہے ہیں جو ماضی میں شاذ و نادر ہی شدت پسندوں کے پاس ہوتے تھے۔ ایک بڑا عنصر حملوں میں کواڈ کاپٹر ڈرونز کا بڑھتا ہوا استعمال ہے۔ بلوچستان میں شدت پسند اب ایسی آئی ای ڈیز بھی استعمال کر رہے ہیں جو سکیورٹی فورسز کے جیمرز کی فریکوئنسی کو نشانہ بنا سکتی ہیں۔ اس کی وجہ سے ہلاکتیں بڑھ رہی ہیں۔ یہ آلات روایتی حفاظتی اقدامات کو ناکام بنا دیتے ہیں، جس کے باعث زیادہ افسران اور فوجی جوان شہید ہو رہے ہیں۔

> 5 دسمبر تک دہشتگرد حملوں اور انسداد دہشتگردی آپریشنز کے دوران ملک بھر میں کم از کم 3800 افراد ہلاک ہوئے۔ یہ تعداد 2024 کے مقابلے میں تقریباً 70 فیصد زیادہ ہے۔ اعداد و شمار یہ بھی دکھاتے ہیں کہ اس سال زیادہ ہلاکتیں عام شہریوں، سکیورٹی اہلکاروں یا شدت پسندوں کی ہوئیں۔ ڈیٹا کے مطابق 2024 میں زیادہ تر اموات شدت پسند حملوں کے نتیجے میں ہوئی تھیں۔ اُس سال 754 سکیورٹی اہلکار شہید ہوئے تھے جبکہ تقریباً 900 شدت پسند، مختلف حملوں اور انسداد دہشت گردی کارروائیوں میں ہلاک ہوئے۔ لیکن 2025 میں صورتِ حال یکسر مختلف رہی۔ اس سال مجموعی ہلاکتوں میں سے نصف سے زیادہ شدت پسند تھے جو سکیورٹی آپریشنز میں مارے گئے۔ اعداد و شمار کے مطابق 2000 سے زائد شدت پسند ہلاک ہوئے، جبکہ سکیورٹی اہلکاروں کی ہلاکتیں 1,200 سے کم رہیں۔

ان حملوں کے پیچھے کون ہے؟ پاکستان کو کسی ایک شدت پسند گروہ کا سامنا نہیں، بلکہ کئی گروہ مختلف مقاصد، طریقوں اور علاقوں میں سرگرم ہیں۔ اس سال سب سے زیادہ حملوں کی ذمہ داری کالعدم شدت پسند تنظیم تحریک طالبان پاکستان یعنی ٹی ٹی پی پر عائد کی گئی ہے۔ یہ 2007 میں قائم ہونے والی ایک شدت پسند تنظیم ہے جو پاکستانی ریاست کی رٹ چیلنج کرتی ہے اور یہاں اپنی تشریح کے مطابق اسلامی قانون نافذ کرنا چاہتی ہے۔ ماضی میں متعدد فوجی کارروائیوں کے نتیجے میں کمزور ہونے کے باوجود اب یہ گروہ دوبارہ منظم ہو چکا ہے۔ سکیورٹی حکام کے مطابق اب ٹی ٹی پی ایک سخت مرکزی قیادت کے بجائے مختلف دھڑوں کے نیٹ ورک کے طور پر کام کر رہی ہے، جس سے چھوٹے سیلز کو آزادانہ طور پر حملے کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔ ٹی ٹی پی کی توجہ اب بھی خیبر پختونخوا پر مرکوز ہے، جہاں یہ پولیس تھانوں، سکیورٹی اہلکاروں کے قافلوں،

انٹیلی جنس اہلکاروں اور مقامی حکام کو نشانہ بناتی ہے۔ یہ حملے عموماً کم لاگت کے ہوتے ہیں مگر ان کی تعداد زیادہ ہوتی ہے، اور ان کا مقصد سکیورٹی فورسز پر مسلسل دباؤ ڈالنا ہے۔

دوسری جانب بلوچستان میں دہشتگردی اور تشدد کی نوعیت مختلف ہے۔ وہاں علیحدگی پسند گروہ، خاص طور پر کالعدم شدت پسند تنظیم بلوچ لبریشن آرمی، مذہبی نظریے کے بجائے سیاسی محرومی، وسائل پر کنٹرول اور ریاستی جبر کے خلاف شکایات کی بنیاد پر کارروائیاں کرتے ہیں۔ سال 2024 میں ان کے حملوں کا ہدف اکثر فوجی تنصیبات، چین کے تعاون سے بننے والے منصوبے، ریلوے لائنیں اور توانائی کے انفراسٹرکچر رہے۔ لیکن سال 2025 میں عام شہریوں کو بھی نشانہ بنایا گیا۔ مارچ میں بلوچستان میں جعفر ایکسپریس پر حملہ ہوا اور اس میں سوار مسافروں کو یرغمال بنایا گیا۔ ایک بڑے فوجی آپریشن کے بعد ان مسافروں کو بازیاب کرایا گیا۔ اسی طرح کوئٹہ میں ریلوے اسٹیشن پر حملے میں متعدد عام شہری اور فوجی اہلکار ہلاک ہوئے۔

پاکستان میں داعش کے علاقائی گروہ، آئی ایس۔ کے، کی جانب سے بھی حملے دیکھے گئے ہیں۔ یہ گروہ ٹی ٹی پی کے مقابلے میں چھوٹا ہے، مگر اس نے چند بڑے اور نمایاں حملے کیے۔ تجزیہ کاروں کے مطابق یہ گروہ عموماً ایک دوسرے سے تعاون کے بجائے مقابلہ کرتے ہیں، لیکن ان سبھی کو ایک جیسے حالات فائدہ دیتے ہیں، یعنی سیاسی عدم استحکام، سرحدیں، معاشی مشکلات اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کی کمزوریاں۔ سال 2025 میں سیاسی تقسیم نے بھی انسداد دہشت گردی کی کوششوں کو کمزور کیا، خاص طور پر خیبر پختونخوا میں، جہاں فوج اور عمران خان کی جماعت پی ٹی آئی کی صوبائی حکومت کے درمیان تعلقات کشیدہ رہے۔ ایسی صورتحال (شدت پسندی) سے نمٹنے کے لیے عوامی حمایت بہت ضروری ہوتی ہے، اور وہ سیاست اور سیاستدانوں کے ذریعے ملتی ہے۔ لیکن اس وقت صوبے اور وفاق کے درمیان گہری خلیج ہے۔ دونوں ایک دوسرے پر حملوں میں مصروف ہیں، اور اس سے شدت پسندی کے خلاف لڑائی کمزور ہو رہی ہے۔

دوسری جانب پاکستانی حکومت بارہا ہمسایہ ملک افغانستان پر الزام لگاتی رہی کہ وہاں سے شدت پسند گروہوں کو کام کرنے کی سپیس مل رہی ہے۔ یہ تو بالکل واضح ہے کہ افغانستان حکومت اس سارے گٹھ جوڑ کی سرپرستی کرتی ہے، طالبان اپنے مذموم مقاصد کا حصول ممکن بنانا چاہتے ہیں، افغانستان کی سرزمین سے فتنہ الہندوستان آپریٹ کرنے کے ناقابل تردید ٹھوس شواہد موجود ہیں۔ یہ تو بڑا واضح ہے کہ ان کے لیے تو یہ ایک وارا کانومی (جنگی معیشت) ہے، اور وہ اسی پر پل رہے ہیں۔ اکتوبر 2025ء میں افغانستان اور پاکستان کے بیچ اسی تنازعے پر جھڑپیں بھی ہوئیں اور تب سے ہی دونوں ملکوں کے درمیان تجارتی تعلق منقطع اور تمام کراسنگ پوائنٹس بند پڑے ہیں۔ ماہرین کے مطابق دونوں ملکوں کے بیچ اس تنازع نے پہلے سے نازک صورتحال میں مزید تناؤ پیدا کر دیا ہے اور دہشتگردی جیسے مسئلے کو مزید پیچیدہ بنا دیا ہے۔

اس بحران کا مقابلہ صرف عسکری قوت سے نہیں بلکہ معاشی، سماجی، تعلیمی اور سفارتی اقدامات کے ذریعے ممکن ہے۔ پاکستان کو دہشت

گردی کے رجحان کو کم کرنے، عوام کو محفوظ بنانے، اور ایک مستحکم مستقبل کی طرف بڑھنے کے لئے مربوط حکمت عملی اپنانے کی ضرورت ہے۔ افغان طالبان کو منافقانہ پالیسیوں کو ترک کر کے ایک ذمہ دار ریاست ہونے کا ثبوت دینا ہوگا۔ بھارت جو کہ پاکستان کے وجود کا ازلی دشمن ہے، اس کے ہاتھوں کھیلنے کی بجائے اپنے ملک اور افغان عوام کے بہتر آج اور کل کیلئے ٹھوس اقدامات اٹھائیں۔ بھارت جو کہ پوری دنیا میں جاسوسی، سازشوں اور رہنماؤں کے قتل میں ملوث ہے وہ تو یہی چاہتا ہے کہ کسی صورت پاکستان کو بھی اپنے زیر اثر لایا جا سکے۔ پاکستان، طالبان سے افغان سرزمین کی گارنٹی مانگ رہا ہے کہ افغان سرزمین کسی صورت پاکستان کے خلاف استعمال نہ ہو۔ طالبان یہ کام کرنے سے قاصر ہیں، ان کا ذریعہ معاش دہشتگردی ہے اور ان کا سب سے بڑا اسپانسر بھارت ہے۔ پاکستان ایک حقیقت ہے اور پورے جنوبی ایشیا میں امن، ترقی و خوشحالی پاکستان کی خوشحالی کے بغیر ہرگز ممکن نہیں ہے۔ بہتری اسی میں ہے کہ جنوبی ایشیا کے تمام ممالک ایک دوسرے کیخلاف سازشوں کی بجائے ایک ساتھ ملکر دہشتگردی، غربت اور جہالت کیخلاف لڑیں۔ مسئلہ کشمیر سمیت تمام باہمی تنازعات بات چیت اور برابری کی سطح پر ایک دوسرے کو عزت و احترام دیتے ہوئے ہی حل کئے جا سکتے ہیں۔ دہشتگردی سے پاک پاکستان، ہر پاکستانی کا خواب ہے اور اس کو حقیقت ہونے سے کوئی بھی نہیں روک سکتا۔

